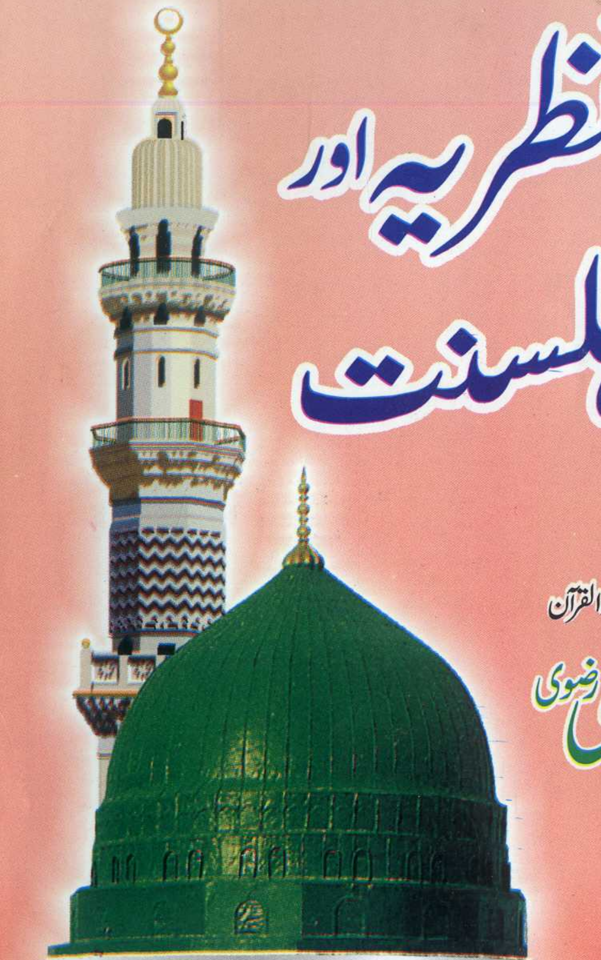
دو قومی نظریہ اور
علماء اہلسنت



تصنیف لطیف

مفسرِ اعظم پاکستان شیخ الحدیث والقرآن

حضرت علامہ

مولانا **محمد فیض احمد اویسی** رضوی

دامت برکاتہم العالیہ

سعادت اہتمام

برادرِ طریقت جناب محمد ریاست علی اویسی (بہاولپور)

ناشر

ادارہ تالیفاتِ اویسیہ

بہاولپور
0321-6820890
0300-6830592

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

دوقومی نظریہ

اور

علمائے اہل سنت

مصنف

فیض ملت، آفتابِ اہلسنّت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

کتاب کا نام	دوقومی نظریہ اور علمائے اہلسنت
مصنف	حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی
باہتمام	برادر طریقت محمد ریاست علی اویسی (فوجی)
تعداد	500 (پانچ سو)
سن اشاعت	ربیع الاول شریف ۱۴۳۰ھ بمطابق مارچ 2009ء
کمپوزنگ	ڈاکٹر محمد اظہر عامر اویسی
پروف ریڈر	علامہ محمد عابد صاحب دامت برکاتہم العالیہ (فیصل آباد)

﴿ ناشر ﴾

مکتبہ اویسیہ سیرانی مسجد بہاول پور

☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

تمہید

جب دیار ہند میں دو قومی نظریہ کا نعرہ بلند ہوا تو انگریزوں اور ہندوؤں کے اس خطرناک منصوبہ کے مہلک نتائج کو پہلے ہی مرحلے میں بھانپ کر جس عالم ربانی نے ہندو مسلم اتحاد کے خلاف آواز اٹھائی وہ امام اہلسنت شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہٗ تھے چنانچہ انہوں نے فرمایا:

''ان کی ابھی ایک آنکھ کھلی ہے مگر دوسری ابھی تک بند ہے''یعنی انگریزوں سے مخالفت والی آنکھ کھلی ہے لیکن ہندوؤں سے دلی محبت رکھنا یوں سمجھو کہ دوسری آنکھ ابھی بند ہے''

وہابیوں اور دیوبندیوں نے اپنے پٹنہ کے جلسہ میں ایک دفعہ انگریز کی تعریف میں یہ الفاظ کہہ دیئے کہ ''گورنمنٹ انگریزی کا معاملہ خدا کے معاملوں کا پورا نمونہ ہے''۔

شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ کو معلوم ہوا تو آپ نے عظیم آباد ان کا رد فرماتے ہوئے کہا''ندوہ تمام بے دینوں گمراہوں کے اتحاد کو فرض کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ گورنمنٹ انگریزی کا معاملہ الخ۔ یہ کلمات خرافات اور موجب غضب ذوالجلال ہیں (حیات اعلیٰ حضرت ص ۱۲۷ ج ۱) آپ نے سنی کانفرنس پٹنہ 1897ء میں فرمایا:

''تم نے دیکھا یہ حالت ہے ان لیڈر بننے والوں کے جذبات کی کیسا کیسا شریعت کو

بدلتے مسلتے پاؤں کے نیچے کچلتے اور خیر خواہ اسلام بن کر مسلمانوں کو چھلتے ہیں۔ موالات مشرکین ایک، معاہدہ مشرکین دو، استعانت بالمشرکین تین، مسجد میں اعلاء مشرکین، چار ان سب میں بلا مبالغہ یقیناً لیڈروں نے خنزیر کو دنبے کی کھال پہنا کر حلال کیا ہے۔" (المحجۃ المؤتمنۃ ص ۸۶)

چنانچہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کے اس بیان نے مسلمانان ہند کی بروقت رہنمائی کی اور یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ ملک بھر میں دوقومی نظریہ کی حمایت اور ہندو مسلم اتحاد کی مخالفت ایک ملک گیر تحریک کی صورت اختیار کر گئی۔ اور یہ کہنا مبالغہ نہیں ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی نے 1897ء میں دوقومی نظریہ کا جو تصور پیش کیا اور ہندو مسلم اتحاد کے بطلان پر جو بیان دیا تو اس کی روشنی میں چودھری رحمت علی، علامہ اقبال اور مسٹر محمد علی جناح نے مسلمانوں کے لئے ایک ریاست (پاکستان) کا مطالبہ کیا اور حصول پاکستان کے لئے علماء و مشائخ اہل سنت اور مسلمانوں نے جان کی بازی لگا دی۔

پاکستان اور نیشنلسٹ علماء

۴۔ جب مسلمان مسلم لیگ کے ماتحت متحد ہو کر حصول پاکستان کی جدوجہد میں مصروف ہوئے تو ہندوؤں کے آلہ کار کانگرسی علماء نے ہندوؤں کا ساتھ دیا اور پاکستان کے حصول کی راہ میں سازشوں کا جال بچھا دیئے تو اس نازک موڑ پر مسٹر محمد علی جناح نے علماء اہلسنت و جماعت سے تعاون کی مزید اپیل کی چنانچہ مولانا قاضی احسان الحق مفتی بہرائچ کی قیادت میں اہلسنت علماء کا ایک وفد کلکتہ میں مسٹر محمد علی

جناح سے ملاقی ہوا۔

مسٹر محمد علی جناح نے صاف اور واضح لفظوں میں علماء اہلسنت کو یقین دلایا کہ پاکستان کے قیام کا مقصد وحید خطہ پاکستان میں اسلامی نظام کا نفاذ اور کتاب وسنت کی حکمرانی ہے'' چنانچہ اس وضاحت کے بعد سنی علماء ومشائخ نے تحریک پاکستان کو منزل مقصود تک پہنچانے کے لئے عملی اقدامات کئے (دعوت حق ص ۱۱)

آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس

نیشنلسٹ علماء اور یونیسٹ لیڈروں کی پاکستان دشمنی کے محاذ کو پاش پاش کرنے اور متحدہ ہندوستان کے جمہور اہلسنت و جماعت کو جدوجہد آزادی کے لئے منظم کرنے کے لئے اکابر اہلسنت اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت ولی نعمت پروانہ شمع رسالت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلف امجد مفتی اعظم شاہ مصطفیٰ رضا خان بریلوی، محدث اعظم ہند سید محمد صاحب کچھوچھوی اور حجۃ المفسرین صدر الافاضل حضرت مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی نے 1946ء میں بنارس میں تمام ملک کے زعمائے ملت کی آل انڈیا سنی کانفرنس منعقد کر کے مطالبہ پاکستان کی تحریک کو کامرانی کے آخری مراحل میں داخل کر دیا۔ کانفرنس میں سات ہزار مستند علمائے کرام اور مشائخ عظام نے شرکت فرمائی اور اعلان کیا کہ آل انڈیا سنی کانفرنس کا اجلاس مطالبہ پاکستان کی پرزور حمایت کرتا ہے۔

یہ اجلاس امیر شریعت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کی صدارت میں منعقد ہوا اور ملک بھر میں تمام اہلسنت کو پاکستان کی حمایت میں ووٹ

دینے کے لئے تبلیغی دورے کرنے کے لئے مندرجہ ذیل اکابر اہلسنت کی کمیٹی تشکیل دی گئی۔

۱۔ مفتی اعظم ہند حضرت مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خان صاحب بریلوی خلیفہ امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی، ۲۔

حضرت مولانا ابوالمجاہد سید محمد شاہ محدث کچھوچھوی،

۳۔ صدر الافاضل حضرت مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی،

۴۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا خواجہ قمر الدین سیالوی،

۵۔ صدر الشریعۃ حضرت مولانا محمد امجد علی مصنف بہار شریعت،

۶۔ مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی،

۷۔ حضرت خواجہ سید شاہ دیوان آل رسول علی خان سجادہ نشین اجمیر شریف،

۸۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا ابوالبرکات سید احمد امیر دارالعلوم حزب الاحناف لاہور،

۹۔ مجاہد تحریک پاکستان مولانا عبدالحامد بدایونی،

۱۰۔ حضرت پیر سید عبدالرحمٰن شاہ صاحب بھرچونڈی شریف (سندھ) حضرت مولانا سید زین الحسنات پیر مانکی شریف،

۱۱۔ صدر تحریک ختم نبوت حضرت مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد صاحب قادری لاہور،

۱۲۔ خان بہادر حاجی مصطفیٰ علی صاحب مدارس (خطبہ آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس)

حصول آزادی اور ارض پاکستان

ان اکابر اہلسنت نے تمام سنیوں میں حمایت پاکستان کی ایک ایسی روح پھونک دی کہ

ایک انقلاب رونما ہوا حتیٰ کہ 1947ء میں ہندو اور انگریز سامراج نے تقسیم ملک کا مطالبہ تسلیم کرلیا اور مسلمانوں کو اسلامی حکومت بنانے کے لئے ملک کا ایک معتد بہ حصہ پاکستان کے نام سے مل گیا۔ مسلم لیگ کی مخالفت کا شعبہ کانگرس نے مولانا ابوالکلام آزاد کے سپرد کر رکھا تھا۔ جنہوں نے مجلس احرار جمعیت العلماء ہند وغیرہ نیشلسٹ کانفرنس، خدائی خدمتگار، نیز ہر اس جماعت سے جو مسلم لیگ مخالفت میں پیش پیش تھی اپیل کی کہ تمام منظم ہوکر مسلم لیگ کا مقابلہ کریں مولانا ابوالکلام آزاد صاحب کے شاگرد رشید اور دیرینہ رفیق کار مدیر روزنامہ ہند کلکتہ کے 6 دسمبر 1945ء کا مقالہ اشتہاروں اور ٹریکٹوں کی صورت میں شائع ہوا جس میں قائداعظم کو یزید سے تشبیہ دی۔

(تعمیر پاکستان اور علمائے ربانی ص ۴۵)

مولانا حسین احمد صاحب مدنی نے مسلم لیگ میں مسلمانوں کی شرکت کو حرام قرار دیا اور قائداعظم کو کافر اعظم کا لقب دیا۔ (مجموعہ خطبہ از شبیر عثمانی ص ۴۸)

عطاء اللہ شاہ بخاری اور مخالفت پاکستان

یہ بات اظہر من الشّمس ہے کہ پاکستان کی مخالفت جتنا علمائے دیوبند نے کی نہرو پٹیل تارا سنگھ اور کھڑک سنگھ بھی نہ کر سکے۔

چند معتبر حوالے دیوبندیوں کی پاکستان دشمنی کے سن لیجئے

ا۔ آزاد اور حسین احمد مدنی اور پاکستان

قرارداد پاکستان کے پاس ہونے کے ساتھ سیاسیات ہند میں حضرت مولانا ابوالکلام آزاد اور حضرت مولانا حسین احمد مدنی کا سیاسی کردار ادا کیا تھا۔ کیا ان دونوں حضرات

نے ہندوؤں کے روپے اوران کے پریس کی مدد سے مسلمانوں کو مسلم لیگ سے علیحدہ رکھنے کے لئے ہر ممکن کوشش روانہیں رکھی ؟۔ کیا مسلم عوام نے قدم قدم پر علمائے دیو بند اور کانگرسی مسلمانوں پر عدم اعتماد کا اظہار نہیں کیا؟ (اقدام ج ۱۳ ش ۹)

یہ بات تاریخ کی پیشانی پر بڑے موٹے حروف میں لکھی گئی ہے کہ عطاء اللہ شاہ بخاری اور اس کے قبیلہ سے تعلق رکھنے والے لوگ پاکستان کے سب سے بڑے دشمن تھے۔جن مسلمانوں نے مسلمان ریاست کے قیام کو روکنے کے لئے ہندو اور انگریزوں کا ساتھ دیا انہیں اخلاق اور قانون کے کسی ضابطہ کی رو سے معاف نہیں کیا جاسکتا۔ اگر ہم سولہ سال پہلے کے واقعات پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس قبیلہ کے لوگوں نے ہندی مسلمان کو تباہ کرنے کی سازش میں ہندو اور انگریز سے بھی بڑھ کر حصہ لیا۔ بلاشبہ یہ لوگ پاکستان کے غدار ہیں جب ملک تقسیم ہورہا تھا تو کوئی شخص ان کی صورت تک دیکھنے کو تیار نہ تھا آزادی اور قیام پاکستان کی جدوجہد میں اس نظر وفکر کے حامل لوگوں نے ہر ممکن طریق سے دس کروڑ ہندی مسلمانوں کی تمناؤں کو ناکام بنانے کی کوشش کی ہندو کے روپیہ نے ان لوگوں کو اپنے ہی بھائیوں کے خلاف صف آرا ہونے کی ترغیب دی۔

جہاں تک قیام پاکستان کا تعلق ہے تردید کے خوف کے بغیر کہا جاسکتا ہے کہ اس ذہن کے لوگوں کا اس معرکہ میں کوئی حصہ نہیں۔ جوں جوں وقت گزرتا جارہا ہے اور آزادی سے پہلے کے دور کی تلخ یادیں عوامی ذہن سے محو ہوتی جارہی ہیں ہندو کانگرس کے لئے مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرنے والے کمین گاہوں سے نکل رہے ہیں اور انتہائی ڈھٹائی بے حیائی سے خود کو آزادی اور اسلام کے پروانوں کی شکل میں پیش کرنے لگے

ہیں۔اگر پاکستان بنانے والا ذہن آج زندہ ہوتا تو یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ سولہ سال پہلے پاکستان کے قیام کو روکنے والوں کو عوام ایک لمحہ کے لئے قبول نہ کرتے لیکن یہ ہماری بدبختی کی علامت ہے کہ حصول آزادی کے وقت جولوگ ہمارے غدار تھے دشمنوں کے ایجنٹ تھے اور بھارت میں فرقہ وارانیت کی آگ سے بچنے کے لئے پاکستان میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے تھے آج ایک بار پھر عوامی ہیرو بننے کی کوشش میں مصروف ہیں۔یقیناً یہ قوم کی بے حسی کی انتہا ہے جولوگ قیام پاکستان کے بعد خاموش ہو گئے تھے۔وہ میدان خالی پا کر ایک بار پھر مصروف عمل ہیں اور پاکستان کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے کی فکر میں ہیں۔

ہمارے اس سوال کا جواب آخر کیا ہے کہ اگر عطاء اللہ شاہ بخاری مولوی حبیب الرحمن اور مولوی حسین احمد مدنی اور ابوالکلام آزاد ہمارے ہیرو ہیں تو پھر ہماری قوم کی زندگی میں ان لوگوں کا کیا مقام ہے جنہوں نے قیام پاکستان کی جنگ میں جانیں دیں۔ہم یہ سوچنے میں حق بجانب ہیں کہ جولوگ آج عطاء اللہ شاہ بخاری (حسین احمد مدنی) اور ابوالکلام آزاد کو ہیرو کے طور پیش کر رہے ہیں وہ اصل میں پاکستان بنانے والوں کی قربانیوں پر خاک ڈالنا چاہتے ہیں۔

اگر عطاالله شاہ بخاری اور ہندو اشاروں پر ناچنے والے (دیوبندی) ان کے بعض ساتھیوں نے پاکستان میں پناہ لی تو اس کے معنی یہ نہیں کہ یہ لوگ ہماری جدوجہد آزادی کے ہیرو بن گئے جس طرح ہم سردار پٹیل اور پنڈت نہرو کو اپنی جدو جہد آزادی کا ہیرو قرار نہیں دے سکتے ہم یہ بھلا کیسے نظر انداز کر سکتے ہیں کہ عطاء اللہ شاہ بخاری وغیرہ (دیوبندی) وہ لوگ ہیں جنہوں نے آخری دم تک قیام پاکستان کی

مخالفت کی۔

پاکستان میں اپنی کمین گاہوں میں چھپے ہوئے ہندو کانگرس کے ایجنٹ ہزار اسلام کا سہارا لیں یہ نہیں کہہ سکتے کہ انہوں نے حصول آزادی سے پہلے قیام پاکستان کی حمایت میں ایک لفظ کہا۔ ہم پوری دیانتداری کے ساتھ محسوس کرتے ہیں کہ بعض خودغرض اور شکست خوردہ لوگ پاکستانی عوام کو گمراہ کرنے کی ناپاک سازش میں مصروف ہیں قائدین حکومت اور عوام کے باشعور طبقہ کو آگے آنا چاہئے اور...... غیر مبہم الفاظ میں بتا دینا چاہئے کہ پاکستان میں غداروں اور دشمن کے ایجنٹوں کو کسی قیمت پر ہیرو نہ بننے دیا جائے گا۔ یقیناً یہ ہماری قومی غیرت کا سوال ہے۔

اقتباسات ادارہ ہلال پاکستان ۲۳ اگست ۱۹۶۳ء۔

گزشتہ تقریر جناب محمد سلیم صاحب کی ہے قیام پاکستان کی تمام جنگ ان کے سامنے لڑی گئی اور خود سلیم صاحب اس جنگ میں شریک تھے اس لئے ان کی تاریخی شہادت ایک غیر جانبدارانہ حیثیت سے ایک منصف مزاج کے لئے حقیقت کی آگاہی کے لئے کافی ہے۔

اس سے کئی گنا زائد حوالہ جات اور تحقیقات کے اوراق پر کئے جا سکتے ہیں لیکن اختصار کے پیش نظر ان پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ امید ہے کہ انصاف پسند لوگ نہایت ٹھنڈے دل سے غور فرما کر صحیح نتیجہ نکالنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

دیوبندی فرقہ نہ صرف دین کا دشمن ہے بلکہ ان کو کئی گناہ زیادہ عداوت ہے یہی وجہ ہے کہ باشعور طبقہ ان کے پھندے نہیں آتا۔

ایک غلطی کاازالہ

بعض مواقع پر ہمارے علماء کے بعض مفتیوں نے مسلم لیگ کے بعض کارکنوں پر کوئی فتویٰ لگایا تو وہ ایک مذہبی کمی کی وجہ سے تھا نہ کہ قیام پاکستان کی مخالفت کی بناء پر چنانچہ ان وجوہ سے ایک وجہ ذیل کا اشعار بھی تھے جو بعض مسلم لیگیوں نے ''جناح صاحب'' کے متعلق یہاں تک غلو کیا کہ ؂

اے محمد (ﷺ) اور علی کی چلتی پھرتی یادگار
تیرے رخ سے پرتو شبیر شبر (رضی اللہ عنہما) آشکار
تیرے پیکر خالد و طارق (رضی اللہ عنہما) کا زندہ شاہکار
تو سیاست کا نبی قانون کا پروردگار
جادۂ آزادی اسلام کا خضر اعظم
تیرے ہاتھوں میں ہے قندیل صراط مستقیم

نظم امیر الہ آبادی مسلم لیگی اخبار ''انقلاب'' بمبئی ۱۱ ستمبر ۱۹۴۵ء

اور حیرت صاحب نے یہ لکھ مارا کہ ؂

بجھایا ہے مسلمانان ہندی کو بھلا کس نے　　بنایا ہے مسلمان کو سیاست کا خدا کس نے

از تاریخ اعیان وہابیہ (مسلم لیگی اخبار ہندوستان ۴ جنوری ۱۹۴۶ء)

محمد علی جناح صاحب کو خدا، نبی، خضر عظیم کہنے پر بعض لوگوں کو متنبہ کرنے اور دلائل سے منوانے کا نام پاکستان دشمنی ہے تو پھر دین کا خدا حافظ۔

قیام پاکستان اور علمائے اہل سنت

باقی رہا پاکستان کے قیام میں مسلم لیگ کی حمایت کا سوال علمائے اہل سنت کے بارہ میں تو یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں اور نہ ہی تاریخ کے اوراق مٹائے جا سکتے ہیں کہ لاہور کے سب سے پہلے تاریخی جلسہ میں جبکہ مسٹر محمد علی جناح نے پنجابیوں کے سامنے مطالبہ پاکستان رکھا اور نواب صاحب محمد وٹ کی کوٹھی پر پاکستان کا معرض وجود آیا۔

ہمارے مشائخ وعلماء جب بھی ملک وملت کے لئے خطرہ محسوس کرتے ہیں تو جان کی بازی لگا دیتے ہیں جب بھاشانی ٹوبہ ٹیک سنگھ میں لادینی کے عزائم لے کر آیا تو ہمارے مشائخ وعلماء ہی تو تھے جنہوں نے سنی کانفرس کا انعقاد کر کے اس کے برے عزائم کو ملیا میٹ فرما دیا۔ اب جبکہ بچے کھچے پاکستان کی سیاست میں ان کی کارفرمائی بڑھتی جارہی ہے۔ پاکستان کو نہیں مانا بلکہ اس کی مخالفت میں سرتوڑ کوشش کی۔

بجاہ حبیبہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

فقط والسلام

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی و نسلم علی رسولہ الکریم اما بعد!

چھ ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ پاک و ہند

چھ ستمبر ۱۹۶۵ء کا نام لے کر ہی اہل پاکستان فخر کرتے ہیں لیکن ساتھ ہی یہ بھی اعتراف کرتے ہیں کہ فتح ہوئی تو نعرہ یا رسول اللہ سے اور پیران کرام اور رسول اکرم ﷺ کی امداد و وسیلہ سے مسلمانو! ستمبر ۱۹۶۵ء کے وہ سترہ دن کسے یاد نہیں جنہیں اسا،میان پاکستان نے نصرت الٰہی و برکات محمدی کے جلو میں طلوع کیا

۶ ستمبر کو ہمارے پڑوسی ملک بھارت نے اپنے طور پر انتہائی اعتماد سے خوب سوچ سمجھ کر بڑی طاقتوں کے مشورہ سے پانچ گنا بڑی طاقت کے ساتھ بغیر الٹی میٹم دئے چپ چاپ رات کے خوفناک لمحوں میں اپنے بت سے چھوٹے ملک پاکستان پر حملہ کر دیا پھر مسلمان جلال میں آگیا۔ جلال میں آنا اور جذبہ ایمانی کرکے دکھانا مسلمانوں کا صدیوں پرانی عادت ہے وہ سالہا سال سے انسانی ارتقاء کی تاریخ میں ایسے کرشے رقم کرتا چلا آرہا ہے۔

اس جنگ میں ہمارے فوجی جوانوں نے جان ہتھیلی پر رکھ کر معرکہ سر کیا لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس جنگ مین حضور ﷺ اور اولیائے کرام (صاحبان مزارات) رحمہم اللہ علیہم کی نگاہ کرم اور غیبی مدد نے پاکستان کو فتح سے درکنار کیا جیسے صدیوں پہلے دقیانوسی اس عقیدہ نے عوام بلکہ شاہان وقت کو پریشان کر رکھا تھا کہ کیا مرنے کے بعد پھر اٹھنا ہے یا نہیں اہل حق اپنے عقیدہ کی بات کرتے **البعث بعد الموت** مرنے کے بعد پھر اٹھنا حق ہے لیکن اہل

باطل اس عقیدہ کے سراسر خلاف تھے تو اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف رحمہم اللہ کو صدیوں بعد غار سے زندہ کر کے ان کے سامنے کھڑا کردیا جس سے حق و باطل کا امتیاز ہوا جس کا واقعہ قرآن مجید کے پارہ نمبر ۱۵ سورہ کہف میں مفصل ہے یونہی بعینہ ایک عرصہ سے یہ عقیدہ اختلاف کی زد میں ہے کہ کیا محبوبان خدا ظاہری زندگی اور بعد الوصال اہل دنیا کی مدد کرسکتے ہیں یا نہیں اہل حق تو اسلاف صالحین رحمہم اللہ کے عقیدہ پر کہتے ہیں مدد کر سکتے ہیں اہل باطل (وہابیہ مبتدعیہ فرقہ) نہ صرف منکر بلکہ اسے شرک اور حرام کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ میں حق و باطل کو ایسے عیاں فرمایا کہ اہل حق کے اس واقعہ سے سربلند ہو گئے اور اہل باطل کے سرنگوں ہوئے۔

جذبہ

حب الوطنی اور قوت ایمانی

ناقابل تسخیر ہتھیار ہیں

جہاد کی زندگی ـــــ عزت و وقار کی زندگی

باب اول

۶ ستمبر کی صبح کو جب مشرقی سرحد پر دھماکہ خیز آوازوں کے پاکستانی مسلمان قوم کو چیلنج کیا تو غفلتوں اور گناہوں میں کھوئی ہوئی یہ قوم اچانک اپنے رب کی یاد میں مستغرق ہو گئی مسجد میں نمازی بڑھ گئے لوگ جوش جہاد میں دیوانے ہو گئے صدر مملکت سے لے کر ایک عام آدمی عموماً" ہر شخص کی زبان پر اللہ کا نام تھا اور دلوں سے یاد خدا نکل رہی تھیں ان چند دنوں میں بارہ کروڑ مومن قوم نے اتحاد و اتفاق اور جذبہ ایمانی کا جو ثبوت دیا اس کی مثل تاریخ میں بہت کم ملتی ہے۔

محبوبان خدا کی امدادیں

فقیر اپنے اس رسالہ میں فوج کے کارناموں سے ہٹ کر صرف اور صرف میدان جنگ کے وہ واقعات و مشاہدات عرض کرے گا جو دیکھنے والوں نے محبوبان خدا کی مدد کا آنکھوں سے مشاہدہ کیا بلا تمثیل یہاں وہی منظر سامنے تھا جو غزوہ بدر میں غیبی طور ملائکہ کرام علیہ السلام نے کردار ادا کیا۔

واقعات و مشاہدات

ذیل میں چند نمونے عرض کئے جاتے ہیں جو فوجی دستوں سے آنکھوں سے دیکھ کر بیان کئے اور وہ بلاکم وکاست اخبارات کی زینت بنے۔

اللہ کا ہاتھ

میجر شفقت بلوچ بیان کرتے ہیں کہ ہم دشمن کے مقابلے میں آئے تو ہمیں محسوس ہوتا تھا کہ ہمارے سروں پر اللہ کا ہاتھ ہے ہم ایک گولی چلاتے تھے لیکن اس سے دس دشمن ہلاک ہوتے تھے اس سے ہمارے حوصلے بلند ہوگئے ہمارے عزائم میں نئی روح آگئی اور دشمن کو ملیامیٹ کرنا ہمارے لئے قطعی طور مشکل نہ رہا۔

فائدہ الحمد للہ یہ وہی کیفیت ہے جو غزوہ بدر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو پیش آئی۔

نعرہ تکبیر

۸ ستمبر کو جب ہندوستانی مکاری سے چونڈہ کے قریب پہنچ گئے تو میجر محمد حسین ملک کی ڈیوٹی لگی کہ وہ ٹینکوں کی مدد سے دشمن پر جوابی حملہ کرکے اسے پسپا کردے میجر ملک اور اس کے بہادر ساتھی اشارہ پاتے ہی دشمن پر ٹوٹ پڑے اور اسے گڈگورنک دھکیل دیا یہ معرکہ گرم تھا کہ اتفاق سے میجر ملک اور ان کے ساتھی دشمن کے ٹینکوں میں گھر گئے میجر ملک نے پوری آواز سے نعرہ بلند کیا ہندوستانی سپاہی نعرہ تکبیر سے گھبرا گئے اور اپنے مضبوط مورچوں اور ٹینکوں سے نکل کر بھاگ کھڑے ہوئے اور اپنے ٹینک اور بے شمار لاشوں کے علاوہ اپنا آپریشن آرڈر میدان جنگ میں چھوڑ گئے جو بعد میں ہمارے فوجیوں کے بہت کام آیا۔

دعا کیوں قبول نہیں ہوتی

☆ تم اللہ کو پہچانتے تو ہو مگر اُس کا حق ادا نہیں کرتے۔

☆ تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کا دعویٰ تو کرتے ہو مگر ان کی سنت کو چھوڑے ہوئے ہو۔

☆ تم قرآن مجید کی تلاوت تو کرتے ہو مگر اُس پر عمل نہیں کرتے۔

☆ تم اللہ تعالیٰ کی نعمتیں کھاتے ہو مگر اُس کا شکر ادا نہیں کرتے۔

☆ تم کہتے تو ہو شیطان کو اپنا دشمن مگر پھر بھی اُسکی اطاعت کرتے ہو۔

☆ تم کہتے تو کہ جنت حق ہے مگر حصول جنت کیلئے ویسے اعمال نہیں کرتے۔

☆ تم کہتے تو ہو کہ دوزخ بھی حق ہے مگر اس سے بچنے کی کوشش نہیں کرتے۔

☆ تم مانتے ہو کہ موت برحق ہے مگر اس کیلئے تیاری نہیں کرتے۔

☆ تم لوگوں کے عیب بیان کرتے ہو مگر اپنے عیوب سے بے خبر رہتے ہو۔

☆ تم مردوں کو دفن کرتے ہو مگر اُن سے عبرت حاصل نہیں کرتے۔

کیا یہ باتیں تمہارے دلوں کو مُردہ نہیں کر دیتیں۔

پھر مُردہ دل کی دعا کیسے قبول

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ